قدرتی آفات اور ہماری ذمہ داریاں
سیرتِ طیبہ کی روشنی میں

مولوی محمد فہد ظریف
متعلم تخصصِ علومِ حدیث، جامعہ

اس دارِ فانی میں خوشی غمی، اور نشیب وفراز در پیش رہتے ہی ہیں، کبھی مسرتوں کی فضائیں، کبھی رنج وآلام، مصائب کی جولانیاں، کبھی قدرتی آفات کی صورت میں تنبیہات اور عقاب۔ موحدین کا سنہرا عقیدہ ہے کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے، یہ مصائب ومشکلات، آفات وطوفان، ہوا کے جھکڑ اور سیلاب کی تباہ کاریاں، سب قدرتِ خداوندی سے ہیں، لیکن ان آفتوں کے نتیجہ میں ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، جن میں سے کچھ ذمہ داریاں اربابِ اقتدار کی طرف متوجہ ہیں، کچھ خلقِ خدا کے دینی محافظین اہلِ علم کے سامنے کھڑی ہیں اور کچھ عوام الناس کے ذمہ ہیں۔

حکومتی ذمہ داریاں

آفات دو طرح کی ہیں: بعض ایسی ہیں جن کا حفاظتی تدابیر کے علاوہ کوئی سدِ باب نہیں، جیسے زلزلہ، آندھیاں ودیگر وبائی امراض، اور بعض ایسی ہیں جو ہماری کوتاہی سے وابستہ ہیں، جیسے نکاسیِ آب کے لیے سیوریج سسٹم بنا سکتے ہیں، اضافی پانی کے لیے ڈیم بنا سکتے ہیں، لیکن نہیں بنائے، یعنی ’’آ بیل مجھے مار‘‘ پر عمل پیرا ہوکر آفت میں گرنا، جس کی واضح مثال حالیہ سیلاب کی تباہ کاریاں ہیں، یونیسف (یکم ستمبر ۲۰۲۲ء) ودیگر کی رپورٹ کے مطابق شدید بارشوں، سیلاب اور لینڈ سلائیڈنگ سے ۳ کروڑ ۳۰ لاکھ افراد متاثر ہوئے، جبکہ ۱۱ سو سے زائد لوگ جان دے گئے، ۲۸۷۰۰۰ گھر مکمل جبکہ ۶۶۲۰۰۰ جزوی تباہ ہوئے، ڈیموں کی قلت تقریباً دس ارب ڈالر کے نقصان کا سبب بنی، گو کہ باطنی طور پر دونوں قسم کی آفات اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا اور تنبیہات سے متعلق ہیں۔

آفتوں کی صورت میں تدابیر واقدامات کرنا حکومتی ذمہ داری ہے، حضور ﷺ نے مختلف مواقع کی نسبت سے مختلف تدبیریں اور اقدامات کیے ہیں، سورج یا چاند گرہن پر نماز کا انعقاد(۱)، صلاۃ الاستسقاء کے لیے لوگوں کو لے کر نکلنا(۲)، اور غزوات میں مختلف تدابیر، بطورِ خاص کفار کی چڑھائی پر خندقیں کھودیں، اور بنفس نفیس کھدائی میں شریک ہوئے، اور فرماتے:

''خدا کی قسم! اگر اللہ کی توفیق نہ ہوتی، تو ہم کبھی ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ دیتے، نہ نماز پڑھتے۔''(۳)

مضر قبیلے کے مصیبت زدگان، فاقہ کشوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوئے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعاون کی تاکید کی، جب سامان کے دو ڈھیر لگ گئے، تب چہرۂ مبارک خوشی سے چمکنے لگا۔(۴)

مواقع کی مناسبت سے، ان تدابیر واقدامات سے درج ذیل ذمہ داریاں سمجھی جاسکتی ہیں:

۱: امر بالمعروف نہی عن المنکر کرنا: کیونکہ اس کے ترک کو واضح نزولِ عذاب وآفت کا سبب بتایا ہے۔(۵)

۲: حفاظتی اقدام۔

۳: ضروریاتِ زندگی کا انتظام۔

۴: فرائضِ منصبی کو بھرپور ادا کرنا: حضور ﷺ نے فرمایا: جب امانتیں ضائع ہونے لگیں تو قیامت کا انتظار کرو۔ اس سے فرائضِ منصبی کو ادا کرنے کی تاکید، اور نہ کرنے پر نزولِ آفت کی وعید معلوم ہوئی۔

اہلِ علم کی ذمہ داریاں

اہلِ علم پر درج ذیل ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:

۱: اولین ذمہ داری عقائد کی حفاظت ہے

اُمت کو متوجہ کرنا کہ یہ آفات ہماری بداعمالیوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطورِ تنبیہ اور سزا کے ہیں۔

۲: توبہ واستغفار اور رجوع الی اللہ کی ترغیب دینا

کیونکہ مصائب وآفات کے موقع پر سیرت سے رجوع الی اللہ کا درس ملتا ہے، حضرت عبداللہ بن زید- رضی اللہ عنہ -فرماتے ہیں کہ: نبی ﷺ عیدگاہ کی طرف نکلے، بارش طلب کی، قبلہ رخ ہوئے، اور اپنی چادر کو پلٹا، اور دو رکعت پڑھیں۔(۶)

اسی طرح ایک دیہاتی نے حضور ﷺ سے دورانِ خطبہ قحط کی شکایت کی، تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی، پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی، اگلے جمعہ کو اسی شخص یا دوسرے شخص نے عرض کیا کہ: اموال ہلاک ہوگئے، آمد ورفت بند ہوگئی، دعا کریں، اللہ اسے روک دیں، تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی، اور بارش تھم گئی۔(۷)

۳: خدمتِ خلق اور انفاق فی سبیل اللہ اور ترغیبِ خیرخواہی

ماقبل میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ مضر قبیلے کے مصیبت زدگان، فاقہ کشوں کو دیکھ کر سخت پریشان ہوئے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعاون کی تاکید کی، جب سامان کے دو ڈھیر لگ گئے، تب چہرۂ مبارک خوشی سے چمکنے لگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدمتِ خلق، لوگوں کو اس کی طرف متوجہ کرنا، اور خیرخواہی کی ترغیب دینا' ورثاء انبیاء کی ذمہ داری ہے۔

عوام الناس کی ذمہ داریاں

معاشرے میں تیسرا طبقہ عوام الناس کا ہے، ایسے حالات میں درج ذیل ذمہ داریاں ان کی طرف متوجہ ہیں:

۱: صبر، توبہ واستغفار اور رجوع الی اللہ

جزاء سزاء سے بچتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا، کیونکہ یہ اعمال کی کمائی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: جب غنیمت کے مال کو لوٹا جانے لگے، امانت کو مالِ غنیمت سمجھا جائے، اور زکاۃ کو تاوان سمجھا جائے، دین کے علاوہ کسی اور مقصد کے لیے تعلیم حاصل کی جائے، خاوند اپنی بیوی کا فرماں بردار ہوجائے، اور بیٹا اپنی ماں کا نافرمان ہوجائے، بیٹا دوست کو قریب کرے، باپ کو دور رکھے، مساجد میں آواز بلند ہونے لگے، قبیلہ کا سردار اُن کا فاسق شخص ہو، قوم کا لیڈر اس کا رذیل ترین شخص ہو، کسی شخص کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لیے کی جانے لگے، ناچنے والیاں اور گانے بجانے کے آلات عام ہوجائیں، شرابیں پی جانی لگیں، اور امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعن طعن کرنے لگیں، تو پھر خدا کے عذاب کا انتظار کرو، جو سرخ آندھی، زلزلوں، زمین میں دھنسائے جانے، شکلوں کے مسخ ہونے، پتھر برسنے، اور ایسی دیگر نشانیوں کی صورت میں اس طرح لگاتار ظاہر ہوگا، جیسے کسی ہار کی ڈوری ٹوٹ جائے اور موتی لگاتار گرنے لگیں۔ (۸)

اس سے واضح ہے کہ آفت ہمارے اعمال کا سبب ہے، اور اعمالِ بد سے توبہ واستغفار کرنا آفتوں سے بچنے کا سبب ہے۔ سورۂ انفال کی آیت: ۳۳ سے صراحتاً استغفار کو آفت سے بچنے کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ (۹)

۲: سیرت کو اپنانا

سورۂ نساء آیت: ۸۰ (۱۰) اور سورۂ طٰہٰ آیت: ۴۸ (۱۱) میں ترکِ سیرت کو نزولِ عذاب کا سبب قرار دیا ہے۔ بدیہی بات ہے کہ کسی بھی شعبہ میں اس شعبہ سے منسلک کامیاب انسان کے سبب کامرانی اور اندازِ زندگی کو جان کر کامیابی کے مراحل طے کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، تو کائنات میں سب سے زیادہ سب سے

بڑھ کر کامیاب ترین ذات رسول اللہ ﷺ کی ہے، جو تمام اوصاف ومحامد کو بدرجہ اتم سمیٹے ہوئے ہیں، دنیا وآخرت کی راہنمائی جن سے متعلق ہے، ان کی طرزِ زندگی کو جان کر اس پر عمل کرنا بدرجہ اتم ضروری ہے، اسی ذاتِ مبارک کو ہمارے لیے آئیڈیل اور نمونہ بنایا گیا ہے، (۱۲) کامیاب ہونے کے لیے بدی سے بچ کر آفات سے محفوظ رہنے کے لیے انہی کا دامن تھامنا ضروری ہے۔

۳: خدمتِ خلق، ایثار وخیرخواہی، اور اِنفاق

حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ لوگوں سے خیرخواہی کا معاملہ کیا، ہمیشہ ضرورت مندوں کی نصرت کی، مضر قبیلہ کی مثال سامنے ہے جس کا تذکرہ گزر چکا، اس سے جہاں حکومتی اور اہلِ علم کی ذمہ داری ماخوذ ہے، وہیں عوام کی ذمہ داری بھی ثابت ہے کہ جیسے خیرخواہی سے لبریز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دل کھول کر خرچ کیا، ویسے ہی عوام الناس بھی استطاعت کے مطابق خدمت کریں۔ اسلام کامل ومکمل دین ہے جو کسی شعبہ میں تنہا نہیں چھوڑتا، اسلامی تعلیمات سے آراستہ ہو کر ہر فرد کو اپنی استطاعت اور ذمہ داری کے مطابق خود کو پیش کر کے خدائے وحدہٗ لاشریک کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیے۔

حواشی

۱: صحیح البخاري ۱/۳۵۳، کتاب الکسوف، باب الصلاة في کسوف الشمس، رقم الحدیث: ۹۹۳، باب الصلاة في کسوف القمر، ۱/۳۶۱، رقم الحدیث:۱۰۱۳،

۲: أیضاً، باب تحویل الرداء في الإستسقاء، رقم الحدیث: ۹۶۶،

۳: أیضاً ۴/۱۵۰۶_۱۵۰۷، باب غزوة الخندق، رقم الحدیث: ۳۸۷۸،

۴: مسلم باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرة، ۷/۱۰۴_۱۰۵، رقم الحدیث: ۲۳۴۸، دارالمعرفة،

۵: سنن الترمذي، ۴/۲۱۵، باب ماجاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنکر، رقم الحدیث: ۲۱۶۹، دار الحدیث القاہرة ،

۶: بخاري، باب تحویل الرداء في الإستسقاء ۔

۷: بخاري، باب الإستسقاء في المسجد الجامع ۔

۸: ترمذي: ۴/۲۳۵_۲۳۶، کتاب الفتن، باب ماجاء في علامة حلول المسخ والخسف، رقم الحدیث: ۲۲۱۰_۲۲۱۱۔

۹: الأنفال: وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۔

۱۰: النساء: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا۔

۱۱: طه: إِنَّا قَدْ أُوْحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلٰى مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى۔

۱۲: الأحزاب: آیت:۲۱: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔